The Absolute Reality

www.quran4u.com

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً

تو اپنے رب کی طرف لوٹ چل اس طرح کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے خوش۔

القرآن الكريم ترجمه و تفسير

مترجم

مولانا محمد صاحب جوناگڑھی

تفسیر: مولانا صلاح الدین یوسف

الْفَجْر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

وَالْفَجْرِ (١)
قسم ہے فجر کی!
وَلَيَالٍ عَشْرٍ (٢)
اور دس راتوں کی!
وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ (٣)
اور جفت اور طاق کی!

وَاللَّيْلِ إِذَا يَسْرِ (٤)

اور رات کی جب وہ چلنے لگے۔

هَلْ فِي ذَلِكَ قَسَمٌ لِّذِي حِجْرٍ (٥)

کیا ان میں عقلمند کے واسطے کافی قسم ہے۔؟

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ (٦)

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے عادیوں کے ساتھ کیا کیا۔

إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ (٧)

ستونوں والے ارم کے ساتھ۔

الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ (٨)

جس کی مانند (کوئی قوم) ملکوں میں پیدا نہیں کی گئی۔

وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ (٩)

اور ثمودیوں کے ساتھ جنہوں نے وادی میں بڑے بڑے پتھر تراشے تھے۔

وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ (١٠)

اور فرعون کے ساتھ جو میخوں والا تھا۔

الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ (١١)

ان سبھوں نے شہروں میں سر اٹھا رکھا تھا۔

فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ (١٢)

اور بہت فساد مچا رکھا تھا۔

فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ (١٣)

آخر تیرے رب نے ان سب پر عذاب کا کوڑا برسایا۔

إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ (١٤)

یقیناً تیرا رب گھات میں ہے۔

وَالْفَجْرِ (١)

قسم ہے فجر کی!

اس سے مراد مطلق فجر ہے' کسی خاص دن کی فجر نہیں۔

وَلَيَالٍ عَشْرٍ (٢)

اور دس راتوں کی!

اس سے اکثر مفسرین کے نزدیک ذوالحجہ کی ابتدائی دس راتیں ہیں۔ جن کی فضیلت احادیث سے ثابت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"عشرہ ذوالحجہ میں کیے گئے عمل صالح اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ حتیٰ کہ جہاد فی سبیل اللہ بھی اتنا پسندیدہ نہیں' سوائے اس جہاد کے جس میں انسان شہید ہی ہو جائے"۔ **صحیح بخاری**

وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ (٣)

اور جفت اور طاق کی!

اس سے مراد جفت اور طاق عدد ہیں یا وہ معدودات جو جفت اور طاق ہوتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ دراصل مخلوق کی قسم ہے' اس لیے کہ مخلوق جفت (جوڑا) یا طاق (فرد) ہے۔ اس کے علاوہ نہیں۔ (ایسر التفاسیر)

وَاللَّيْلِ إِذَا يَسْرِ (٤)

اور رات کی جب وہ چلنے لگے۔

یعنی جب آئے اور جب جائے' کیوں کہ سیرٌ (چلنا) آتے' جاتے دونوں صورتوں میں ہوتا ہے۔

هَلْ فِي ذَٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِي حِجْرٍ (٥)

کیا ان میں عقلمند کے واسطے کافی قسم ہے۔؟

ذَٰلِكَ سے مذکورہ مقسم بہ اشیا کی طرف اشارہ ہے یعنی کیا ان کی قسم اہل عقل و دانش کے واسطے کافی نہیں ہے؟
حِجْرٌ کے معنی ہوتے ہیں 'روکنا' منع کرنا۔ انسانی عقل بھی انسان کو غلط کاموں سے روکتی ہے' اس لیے عقل کو بھی حجر کہا جاتا ہے' جس طرح اسی مفہوم کے اعتبار سے اسے نُهْيَةٌ بھی کہتے ہیں۔

جواب قسم یا مقسم علیہ لَتُبْعَثُنَّ ہے کیوں کہ مکی سورتوں میں عقیدے کی اصلاح پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔
بعض کے نزدیک جواب قسم آگے آنے والے الفاظ ﴿إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾ ہے۔

آگے بہ طریق استشہاد اللہ تعالی بعض ان قوموں کا ذکر فرمارہا ہے جو تکذیب و عناد کی بنا پر ہلاک کی گئی تھیں۔ مقصد اہل مکہ کو تنبیہ ہے کہ اگر تم ہمارے رسول ﷺ کی تکذیب سے باز نہ آئے تو تمہارا بھی اسی طرح مواخذہ ہو سکتا ہے' جیسے گزشتہ قوموں کا اللہ نے کیا۔

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ (٦)

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے عادیوں کے ساتھ کیا کیا۔

(۱) ان کی طرف حضرت ہود علیہ السلام نبی بناکر بھیجے گئے تھے انہوں نے تکذیب کی' بالآخر اللہ تعالی نے سخت ہوا کا عذاب ان پر نازل کیا جو متواتر سات راتیں اور آٹھ دن چلتی رہی (الحاقۃ' ۷-۱۰) اور انہیں تہس نہس کر کے رکھ دیا۔

إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ (٧)

ستونوں والے ارم کے ساتھ۔

(۲) إِرَمَ، عَادِ سے عطف بیان یا بدل ہے۔ یہ قوم عاد کے دادا کا نام ہے۔ ان کا سلسلہ نسب ہے' عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح۔ (فتح القدیر) اس کا مقصد یہ وضاحت ہے کہ یہ عاد اولی ہے۔ ذات العماد (ستونوں والے) سے اشارہ ہے ان کی قوت و طاقت اور دراز قامتی کی طرف۔

علاوہ ازیں وہ فن تعمیر میں بھی بڑی مہارت رکھتے تھے اور نہایت مضبوط بنیادوں پر عظیم الشان عمارتیں تعمیر کرتے تھے۔ ذات العماد میں دونوں ہی مفہوم شامل ہو سکتے ہیں۔

الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ (٨)

جس کی مانند (کوئی قوم) ملکوں میں پیدا نہیں کی گئی۔

(۳) یعنی ان جیسی دراز قامت اور قوت و طاقت والی قوم کوئی اور پیدا نہیں ہوئی۔ یہ قوم کہا کرتی تھی ﴿ مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ﴾ حٰم السجدۃ: ۱۵ "ہم سے زیادہ کوئی طاقت ور ہے؟"

وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ (٩)

اور ثمودیوں کے ساتھ جنہوں نے وادی میں بڑے بڑے پتھر تراشے تھے۔

(۴) یہ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم تھی' اللہ نے اسے پتھر تراشنے کی خاص صلاحیت و قوت عطا کی تھی' حتیٰ کہ یہ لوگ پہاڑوں کو تراش کر ان میں اپنی رہائش گاہیں تعمیر کر لیتے تھے' جیساکہ قرآن نے کہا ہے ﴿ وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ ﴾ الشعراء: ۱۴۹

وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ (١٠)

اور فرعون کے ساتھ جو میخوں والا تھا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ بڑے لشکروں والا تھا جس کے پاس خیموں کی کثرت تھی جنہیں میخیں گاڑ کر کھڑا کیا جاتا تھا۔

یا اس سے اس کے ظلم و ستم کی طرف اشارہ ہے کہ میخوں کے ذریعے سے وہ لوگوں کو سزائیں دیتا تھا۔ (فتح القدیر)

الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ (١١)

ان سبھوں نے شہروں میں سر اٹھا رکھا تھا۔

فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ (١٢)

اور بہت فساد مچا رکھا تھا۔

فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ (١٣)

آخر تیرے رب نے ان سب پر عذاب کا کوڑا برسایا۔

یعنی ان پر آسمان سے اپنا عذاب نازل فرما کر ان کو تباہ و برباد یا انہیں عبرت ناک انجام سے دوچار کر دیا۔

إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ (١٤)

یقیناً تیرا رب گھات میں ہے۔

یعنی تمام مخلوقات کے اعمال دیکھ رہا ہے اور اس کے مطابق وہ دنیا اور آخرت میں جزا دیتا ہے۔

فَأَمَّا الْإِنسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ ...

انسان (کا یہ حال ہے کہ) جب اسے اس کا رب آزماتا ہے اور عزت و نعمت دیتا ہے

... فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ (١٥)

تو وہ کہنے لگتا ہے کہ میرے رب نے مجھے عزت دار بنایا۔

وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ ...

اور جب وہ اس کو آزماتا ہے اس کی روزی تنگ کر دیتا ہے

... فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ (١٦)

تو وہ کہنے لگتا ہے کہ میرے رب نے میری اہانت کی (اور ذلیل کیا)۔

كَلَّا ...

ایسا ہرگز نہیں

... بَل لَّا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ (١٧)

بلکہ (بات یہ ہے) کہ تم (ہی) لوگ یتیموں کی عزت نہیں کرتے۔

وَلَا تَحَاضُّونَ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِينِ (١٨)

اور مسکینوں کے کھلانے کی ایک دوسرے کو ترغیب نہیں دیتے۔

وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَّمًّا (١٩)

اور (مردوں کی) میراث سمیٹ سمیٹ کر کھاتے ہو۔

وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا (٢٠)

اور مال کو جی بھر کر عزیز رکھتے ہو۔

فَأَمَّا الْإِنسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ ...

انسان (کا یہ حال ہے کہ) جب اسے اس کا رب آزماتا ہے اور عزت و نعمت دیتا ہے

... فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ (١٥)

تو وہ کہنے لگتا ہے کہ میرے رب نے مجھے عزت دار بنایا۔

یعنی جب اللہ کسی کو رزق و دولت کی فراوانی عطا فرماتا ہے تو وہ اپنی بابت اس غلط فہمی کا شکار ہو جاتا ہے کہ اللہ اس پر بہت مہربان ہے' حالاں کہ یہ فراوانی امتحان اور آزمائش کے طور پر ہوتی ہے۔

وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ ...

اور جب وہ اس کو آزماتا ہے اس کی روزی تنگ کر دیتا ہے

... فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ (١٦)

تو وہ کہنے لگتا ہے کہ میرے رب نے میری اہانت کی (اور ذلیل کیا)۔

یعنی وہ تنگی میں مبتلا کر کے آزماتا ہے تو اللہ کے بارے میں بدگمانی کا اظہار کرتا ہے۔

كَلَّا ...

ایسا ہرگز نہیں

یعنی بات اس طرح نہیں ہے جیسے لوگ سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مال اپنے محبوب بندوں کو بھی دیتا ہے اور ناپسندیدہ افراد کو بھی' تنگی میں بھی وہ اپنوں اور بیگانوں دونوں کو مبتلا کرتا ہے۔ اصل مدار دونوں حالتوں میں اللہ کی اطاعت پر ہے۔ جب اللہ مال دے تو اللہ کا شکر کرے' تنگی آئے تو صبر کرے۔

... بَل لَّا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ (١٧)

بلکہ (بات یہ ہے) کہ تم (ہی) لوگ یتیموں کی عزت نہیں کرتے۔

وَلَا تَحَاضُّونَ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِينِ (١٨)

اور مسکینوں کے کھلانے کی ایک دوسرے کو ترغیب نہیں دیتے۔

یعنی ان کے ساتھ وہ حسن سلوک نہیں کرتے جس کے وہ مستحق ہیں' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

”وہ گھر سب سے بہتر ہے جس میں یتیم کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے اور وہ گھر بدترین ہے جس میں اس کے ساتھ بدسلوکی کی جائے۔ پھر اپنی انگلی کے ساتھ اشارہ کرکے فرمایا' میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ساتھ ساتھ ہوں گے جیسے یہ دو انگلیاں ساتھ ملی ہوئی ہیں۔ ابوداود

وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَّمًّا (١٩)

اور (مردوں کی) میراث سمیٹ سمیٹ کر کھاتے ہو۔

یعنی جس طریقے سے بھی حاصل ہو' حلال طریقے سے یا حرام طریقے سے لَمًّا بمعنی جَمْعًا

وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا (٢٠)

اور مال کو جی بھر کر عزیز رکھتے ہو۔

جَمًّا بمعنی کَثِيْرًا

كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا (٢١)

یقیناً جس وقت زمین کوٹ کوٹ کر برابر کر دی جائے گی۔

وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا (٢٢)

اور تیرا رب (خود) آجائے گا اور فرشتے صفیں باندھ کر (آجائیں گے)۔

وَجِيءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ ...

اور جس دن جہنم بھی لائی جائے گی

... يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ وَأَنَّى لَهُ الذِّكْرَى (٢٣)

اس دن انسان کو سمجھ آئے گی مگر آج اسکے سمجھنے کا فائدہ کہاں؟

يَقُولُ يَا لَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي (٢٤)

وہ کہے گا کہ کاش کہ میں نے اپنی اس زندگی کے لیے کچھ پیشگی سامان کیا ہوتا۔

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ (٢٥)

پس آج اللہ کے عذاب جیسا عذاب کسی کا نہ ہو گا۔

وَلَا يُوثِقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ (٢٦)

نہ اس کی قید وبند جیسی کسی کی قید وبند ہو گی۔

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ (٢٧)

اے اطمینان والی روح۔

ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً (٢٨)

تو اپنے رب کی طرف لوٹ چل اس طرح کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے خوش۔

فَادْخُلِي فِي عِبَادِي (٢٩)

پس میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا۔

وَادْخُلِي جَنَّتِي (٣٠)

اور میری جنت میں چلی جا۔

كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا (٢١)

یقیناً جس وقت زمین کوٹ کوٹ کر برابر کر دی جائے گی۔

یا تمہارا عمل ایسا نہیں ہونا چاہیے جو مذکور ہوا' کیوں کہ ایک وقت آنے والا ہے جب......

وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا (٢٢)

اور تیرا رب (خود) آجائے گا اور فرشتے صفیں باندھ کر (آجائیں گے)۔

کہا جاتا ہے کہ جب فرشتے' قیامت والے دن آسمان سے نیچے اتریں گے تو ہر آسمان کے فرشتوں کی الگ صف ہو گی' اس طرح سات صفیں ہوں گی جو زمین کو گھیر لیں گی۔

وَجِيءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ ...

اور جس دن جہنم بھی لائی جائے گی

ستر ہزار لگاموں کے ساتھ جہنم جکڑی ہوئی ہو گی اور ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اسے کھینچ رہے ہوں گے۔ **صحیح مسلم**

اسے عرش کے بائیں جانب کھڑا کر دیا جائے گا' پس اسے دیکھ کر تمام مقرب اور انبیا علیہم السلام گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے اور «یارَبِّ! نَفْسِي نَفْسِي» پکاریں گے۔(فتح القدیر)

... يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ وَأَنَّى لَهُ الذِّكْرَى (٢٣)

اس دن انسان کو سمجھ آئے گی مگر آج اسکے سمجھنے کا فائدہ کہاں؟

یعنی یہ ہولناک منظر دیکھ کر انسان کی آنکھیں کھلیں گی اور اپنے کفر و معاصی پر نادم ہو گا' لیکن اس روز اس ندامت اور نصیحت کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

يَقُولُ يَا لَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي (٢٤)

وہ کہے گا کہ کاش کہ میں نے اپنی اس زندگی کے لیے کچھ پیشگی سامان کیا ہوتا۔

یہ افسوس اور حسرت کا اظہار' اسی ندامت کا حصہ ہے جو اس روز فائدہ مند نہیں ہو گی۔

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ (٢٥)

پس آج اللہ کے عذاب جیسا عذاب کسی کا نہ ہو گا۔

وَلَا يُوثِقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ (٢٦)

نہ اس کی قید و بند جیسی کسی کی قید و بند ہو گی۔

اس لیے کہ اس روز تمام اختیارات صرف ایک اللہ کے پاس ہوں گے۔دوسرے' کسی کو اسکے سامنے رائے یا دم زنی نہیں ہو گا حتیٰ کہ اسکی اجازت کے بغیر کوئی کسی کی سفارش تک نہیں کر سکے گا۔ایسے حالات میں کافروں کو جو عذاب ہو گا اور جس طرح وہ اللہ کی قید و بند میں جکڑے ہوں گے' اس کا یہاں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا چہ جائیکہ اس کا کچھ اندازہ ممکن ہو۔یہ تو مجرموں اور ظالموں کا حال ہو گا لیکن اہل ایمان و طاعت کا حال اس سے بالکل مختلف ہو گا' جیسا کہ اگلی آیات میں ہے۔

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ (٢٧)

اے اطمینان والی روح۔

ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً (٢٨)

تو اپنے رب کی طرف لوٹ چل اس طرح کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے خوش۔

فَادْخُلِي فِي عِبَادِي (٢٩)

پس میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا۔

وَادْخُلِي جَنَّتِي (٣٠)

اور میری جنت میں چلی جا۔

یعنی اس کے اجر و ثواب اور ان نعمتوں کی طرف جو اس نے اپنے بندوں کے لیے جنت میں تیار کی ہیں۔

بعض کہتے ہیں قیامت والے دن کہا جائے گا بعض کہتے ہیں کہ موت کے وقت بھی فرشتے خوشخبری دیتے ہیں' اسی طرح قیامت والے دن بھی اسے یہ کہا جائے گا جو یہاں مذکور ہے۔

حافظ ابن کثیر نے ابن عساکر کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو یہ دعا پڑھنے کا حکم دیا'

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ نَفْسًا، بِكَ مُطْمَئِنَّةً، بِلِقَائِكَ، وَتَرضَى بِقَضَائِكَ وتَقْنَعُ بِعَطَائِكَ

© Copy Rights:
Zahid Javed Rana, Abid Javed Rana
Lahore, Pakistan
www.quran4u.com